© rasailojaraid.com

فقہائے سبعہ ۳

حضرت خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۳۰ھ ــــــــ ۱۰۰ھ

مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور)

نام و نسب خارجہ بن زید نام، ابو زید کنیت سنہ ۳۰ھ کو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضؓ کی خلافت میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ثابت رضؓ کے لختِ جگر ہیں۔ اور انصار کے قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے والد حضرت زید کاتب وحی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت حضرت زید کی عمر گیارہ سال تھی۔ بڑے ذہین و فطین تھے۔ ابتدا میں جب کوئی مسلمان سریانی زبان نہیں جانتا تھا اہل کتاب سے خط و کتابت کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود مدینہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ مگر ان کے خبثِ باطن کی وجہ سے آپ کو ان پر اعتماد نہیں تھا۔ اس لیے حضرت زید کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے صرف پندرہ دن میں یہ زبان سیکھ لی۔ اور اتنی استعداد پیدا کر لی کہ اس میں بخوبی خط و کتابت کر سکتے تھے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل کتاب سے جملہ خط و کتابت آپ کی وساطت سے ہوتی تھی۔[1]

صغر سنی کی وجہ سے آپ جنگ بدر و احد میں شریک نہیں ہو سکے۔ پہلے پہل جنگِ احزاب میں حصہ لیا۔ اس کے بعد تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ غزوہ تبوک میں اپنے قبیلہ بنو نجار کے علمبردار تھے۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پورا قرآن حکیم حفظ کر لیا تھا۔ اور ان کے حق میں آپ نے فرمایا تھا۔

من احب ان یقرأ القرآن غضا فلیقراہ لقراءۃ زید۔[3]

یہی وجہ ہے کہ جب عہد صدیقی میں قرآن حکیم کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کی بشدت ضرورت محسوس کی گئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی نگاہ انتخاب ان پر پڑی اور ان کو اس

[1] الاصابہ ص۲۳ ج۳ و تہذیب [illegible] ج۵ ص۲۲۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خدمت پر مامور فرمایا جسے انہوں نے باحسن وجوہ سرانجام دیا۔ اور قرآن حکیم کے جامع اول کے اونچے لقب سے سرفراز ہوئے۔ امیرالمومنین حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں قرآن مجید نقل کر کے سلطنت کے ہر حصہ میں بھیجنے کے لئے چار آدمیوں کی جو کمیٹی مقرر فرمائی تھی آپ اس کے بھی رکن رکین تھے۔

علم میراث میں آپ کو بڑا ادرک حاصل تھا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افرضکم زیدؓ کہہ کر اس کی تصدیق فرمائی ہے[1] حساب میں بھی آپ کی استعداد قابل رشک تھی۔ اسی لئے فاروق اعظم نے آپ کو جنگ یرموک کی غنیمتیں تقسیم کرنے پر مامور فرمایا تھا۔ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت میں تو آپ بیت المال کے انچارج یا بالفاظ دیگر وزیر خزانہ[2] تھے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے نزدیک آپ کی قدر و منزلت کا یہ حال تھا کہ جب یہ اپنی اپنی خلافت میں حج یا کسی دوسرے سفر پر مدینہ سے باہر جاتے تھے تو ان کو قائم مقام خلیفہ مقرر کر جاتے تھے[3]۔ حضرت عمرؓ تو اکثر سفر سے واپس آکر انہیں خرما کا ایک باغ بطور جاگیر عطا فرمایا کرتے تھے[4]۔ الغرض حضرت زید بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جب ان کی وفات کے بعد انہیں لحد میں اتارا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس فرمانے لگے جو شخص علم کو مٹتا دیکھنا چاہتا ہے وہ دیکھ لے کہ علم اس طرح مٹتا ہے واللہ۔ آج بہت بڑا علم دفن کر دیا گیا ہے[5] حضرت ابوہریرۃؓ نے فرمایا آج امت کا ایک نامی گرامی عالم انتقال کر گیا ممکن ہے اللہ تعالیٰ ابن عباس کو ان کا جانشین اور خلیفہ بنا دے[6]۔ حضرت حسان بن ثابت نے آپ کے مرثیہ میں کہا۔

فمن للقوافی بعد حسان وابنہ — ومن للمعانی بعد زید بن ثابت

حسان اور اس کے بیٹے کی وفات کے بعد شعر کون کہے گا۔ اور زید بن ثابت کے بعد اب علم کے معانی کون بیان کرے گا[7]۔

حضرت خارجہ کی تعلیم و تربیت حضرت زید ہمیشہ اونچے اور ممتاز عہدوں پر فائز رہے اس لئے کافی خوشحال تھے۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ موجود تھا۔ معاشی پریشانیوں سے

[1] الاصابہ صفحہ ۲۳/۲۶۰ [2] تہذیب الاسماء صفحہ ۲۰۱ جلد ۱ [3] بحوالہ مذکور [4] الاصابہ صفحہ ۲۳ [5] تہذیب التہذیب ۳۹۹/۳ [6] الاصابہ صفحہ ۲۳ [7] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پوری طرح آزاد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے لختِ جگر حضرت خارجہ کو دلجمعی اور سکونِ خاطر کے ساتھ اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ سن رشد کو پہنچنے کے بعد دوسرے صحابہ کے بچوں کی طرح آپ بھی تحصیلِ علم میں مصروف ہوئے۔ اعلےٰ سے اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع گھر میں ہی موجود تھے۔ مہبطِ وحی مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ جلیل القدر صحابہ کی کمی نہیں تھی۔ آپ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان کے علم و ہنر کو اپنے قلب و دماغ میں محفوظ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ کلمۂ حکمت کو اپنی گمشدہ متاع جان کر ہر جگہ سے حاصل کرنے کی اس قدر جان توڑ کوشش کی کہ عنفوانِ شباب میں ہی آپ نے اہل علم میں اپنا ایک مقام پیدا کر لیا پھر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا آپ کے علم میں سمندر کی سی وسعت پیدا ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ وہ دن آیا کہ آپ کا شمار گنتی کے ان چند علماء میں ہونے لگا جن کو دنیا فقہائے سبعہ کے نام سے جانتی ہے۔ امت کا اتفاق ہے کہ اس زمانے میں باوجود ماہر اور قابل ترین علماء کی فراوانی کے علمی برتری۔ فقہی تفوق اور اجتہادی استعداد کا یہ مقام ان سات حضرات کے علاوہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آیا۔

اساتذہ آپ کو اپنے والد حضرت زید، والدہ ام سعد بن سعد بن ربیع اور چچا یزید بن ثابت کے علاوہ بہت سے عظیم المرتبت صحابہ و تابعین سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید۔ حضرت سہل بن سعد۔ حضرت عبدالرحمان بن ابی عمرہ اور ام العلا انصاریہ وغیرہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

حدیث و فقہ میں تبحر علومِ شریعت میں آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ علمائے اسلام نے حدیث و فقہ میں آپ کے تبحر اور مرتبۂ عالیہ کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ نیز کتاب و سنت اور دیگر متعلقہ علوم کی نشر و اشاعت میں آپ کی مساعی جمیلہ کو نہایت شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین ادا کیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

کان اماماً بارعاً فی العلم	آپ علم میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے
والفقوا على [illegible]	[illegible] پر فائز تھے آپ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جلالته وهو احد فقهاء المدينة السبعة [1]	توثیق اور جلالت قدر پر علماء کا اتفاق ہے، مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں

ابن سعد لکھتے ہیں

کان ثقة کثیر الحدیث [2]	آپ لائق اعتماد، ثقہ اور بہت حدیث بیان کرنے والے تھے۔

امام الجرح والتعدیل حضرت یحییٰ بن معین نے آپ کو مدینہ طیبہ کے اونچے طبقہ کے محدثین میں شمار کیا ہے [3]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

هو من فقهاء المدينة المعدودين احد الفقهاء السبعة الذين مدار الفتوى على قولهم [4]	آپ کا شمار مدینہ کے ان معدودے چند فقہاء میں ہے جو انگلیوں پر گنے جاتے ہیں اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں جن کے اقوال پر فتوے کا دارومدار ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں

احد الفقهاء من کبار العلماء [5]	آپ چوٹی کے علماء اور فقہاء میں سے ہیں۔

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں۔

کان خارجة تابعیاً جلیل القدر ادرك عثمان وهو احد الفقهاء السبعة [6]	خارجہ جلیل القدر تابعی اور فقہائے سبعہ کے رکن ہیں انہوں نے حضرت عثمان کا زمانہ پایا ہے۔

ابن خراش فرماتے ہیں۔

خارجة رجل من کل من اسمه خارجة [7]	جن لوگوں کا نام خارجہ ہے حضرت خارجہ بن زید کو ان سب پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔

---

[1] تہذیب الاسماء ص ۱۷۲ ج ۱ [2] ابن سعد ص ۱۹۴ ج ۵ [3] تہذیب تاریخ ابن عساکر ص ۲۵ ج ۵ [4] البدایہ ص ۱۸۷ ج ۹
[5] تذکرہ صفحہ ۸۶ جلد ۱ [6] ابن خلکان ص ۱۸۱ [7] تہذیب التہذیب ص ۷۵ ج ۳ [8] شذرات الذہب ص ۱۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں

خارجۃ بن زید الانصاری المدنی المفتی احد الفقہاء السبعۃ تفقہ علی والدہ[1]

خارجہ مدینہ طیبہ کے مفتی اور فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں، آپ نے علم فقہ اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

مسند درس | دوسرے محدثین کرام اور فقہائے عظام کی طرح آپ نے بھی تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد مسند تدریس کو رونق بخشی حیات گرانمایہ کا ایک ایک لمحہ قال اللہ و قال الرسول کی صدا ہی بلند کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ مدینہ طیبہ میں علم و عرفان کے دریا بہا دیئے جس سے مقامی اور بیرونجات کے طلبا نے اپنی اپنی حاجت اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیوض حاصل کئے۔

افتاء | تعلیمی و تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ تقسیم میراث، فتویٰ نویسی اور وثیقہ نویسی کے فرائض بھی آپ سے متعلق تھے۔ یہ ایسے مشکل اور کٹھن شعبے ہیں کہ بجز چوٹی کے معدودے چند آدمیوں کے کسی کو ان سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کی کم ہی ہمت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ شریف میں حضرت خارجہ اور طلحہ بن عبداللہ بن عوف دو ہی شخص تھے جن کی طرف عموماً لوگ اس سلسلہ میں رجوع کرتے تھے مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں۔

کان خارجۃ وطلحۃ بن عبد اللہ بن عوف فی زمنہما یستفتیان وینتھی الناس الی قولہما ویقسمان المیراث بین اھلہا من الدور والنخل والاموال ویکتبان الوثائق للناس[2]

لوگ خارجہ بن زید اور طلحہ بن عبداللہ سے فتویٰ طلب کرتے تھے اور ان کے فتوے سے مطمئن ہو جاتے تھے۔ یہی دونوں اہل میراث کے درمیان مکانات باغات اور دیگر ہر قسم کا مال بھی تقسیم کرتے تھے لوگ وثیقہ جات اور دوسری ضروری دستاویزات بھی انہی سے لکھواتے تھے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وکان یفتی بالمدینۃ وکان عالماً

آپ مدینہ طیبہ کے مفتی اعلم فرائض کے عالم اور

[1] شذرات الذہب ص ۱۱۸ جلد ۱ [2] تہذیب تاریخ ابن عساکر [illegible] ص ۲۵ و تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۷۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالفرائض و تقسیم المیراث [1] — تقسیم میراث کے خصوصی ماہر تھے۔

سلیمان بن عبدالرحمان فرماتے ہیں۔

ادرکت رجالاً من المهاجرین — مدینہ منورہ میں مہاجرین اور انصار میں
ورجالا من الانصار یفتون — بہت لوگ فتوے دیتے تھے انصار میں سے
بالمدینة من الانصار خارجة — حضرت خارجہ کو اس فن میں ممتاز مقام حاصل
ثم ذکرهم [2] — تھا پھر اس نے ایک ایک کا نام بتایا۔

خلفاء کے نزدیک قدر و منزلت | علماء میں آپ کے مرتبہ و مقام کا بالا جمال ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ امراء و سلاطین کے نزدیک بھی آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی مجلس شوریٰ کے تو آپ رکن تھے ہی، حضرت امیر معاویہ بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ایک قتل کے سلسلہ میں انصار کے وفد کے ہمراہ حضرت معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ان کے مطالبات بڑے غور سے سنے اور گورنر مدینہ سعید بن عاص کی طرف ان کی دادرسی کا فرمان جاری کیا جس کے دیکھتے ہی سعید نے ان کا حق انہیں دلوایا [3]

عام حالات | آپ خوبصورت اور بلند و بالا تھے۔ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ خز کی چادر اور کسنبہ سے رنگا ہوا کمبل اوڑھتے تھے۔ سر پر سفید عمامہ باندھتے تھے۔ کثرت سجود کی وجہ سے پیشانی پر سیاہ داغ نمودار ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی مدینہ طیبہ میں بسر کی گاہے گاہے اموی حکومت کے دارالخلافہ دمشق میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں آپ کا ذاتی مکان تھا جب وہاں جانے کا اتفاق ہوتا تو اس میں فروکش ہوتے۔

اولاد | آپ صاحب اولاد تھے۔ آپ کے ہاں زید، عمر، عبداللہ اور محمد چار لڑکے اور جیبہ حمیدہ، ام یحیٰ اور ام سلیمان چار لڑکیاں پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام عمرو بنت حزم انصاریہ نجاریہ تھیں۔

تلامذہ | آپ سے مقامی اور بیرونی بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا۔ ان سے مندرجہ ذیل

---

[1] البدایہ ج ۹ ص ۱۸۷ [2] تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۲۲ [3] ... الغیلاب ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت سالم بن عبداللہ، آپ کا صاحبزادہ سلیمان، بھتیجے سعید بن سلیمان بن زید اور قیس بن سعد بن زید، عبداللہ بن عمرو بن عثمان، محمد بن عبداللہ، مجالد بن عوف، عثمان بن حکیم، مطلب بن عبداللہ، ابوبکر بن عمرو بن حزم، امام ابن شہاب زہری اور ابوالزناد وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وفات جب عمر کا راہوار، منزلیں طے کر چکا تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے ستر سیڑھیاں تعمیر کی ہیں، فارغ ہو کر پیچھے ہٹے ہی تھے کہ سب دھڑام سے زمین پر آ رہیں آپ نے فرمایا میری عمر کے بھی ستر سال پورے ہو چکے ہیں۔ چنانچہ چند ہی دن گذرے تھے کہ آپ ستر سال عمر پا کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت میں ۱۰۰ھ کو اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو آپ کی وفات کی خبر ملی تو فرمایا

واللہ ثلمۃ فی الاسلام — بخدا ان کی وفات سے سرحدِ اسلام میں شگاف پڑ گیا ہے۔

تغمدہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ از صفحہ ۴۳۹)

یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ حدیث کے ساتھ قرآن کا بھی اعتماد اٹھ جائے کیونکہ جن اصحاب رسول کی روایت و نقل کے توسط سے ہمیں قرآن ملا ہے انہیں اصحاب کرامؓ کے نقل و روایت سے ہمیں احادیث بھی پہنچی ہیں۔ تو اگر وہ نقل و روایت اور ضبط و حفاظت کے معاملہ میں تحریف کے خوگر تھے تو جس طرح احادیث پر اعتماد کرنا درست نہیں رہا اسی طرح ان غیر محتاط صحابہ کرام کے نقل و روایت سے آئی ہوئی آیات قرآن کریم کا بھی اعتبار نہ رہا۔ دیکھا! آپ نے کہ انکارِ حدیث قرآن تک بھی پہنچ گیا۔ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ (باقی)

© rasailojaraid.com